رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ اخبار احمدیہ ص۱
انفلوانزا کے حفظ ماتقدم کی تدابیر ص۳
مولوی محمد علی کو چیلنج اور ایڈیٹر پیغام کی حواس باختگی ص۵
مولوی محمد احسن صاحب کا فیصلہ ص۸
یسوع مسیح کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی ص۹
اشتہار ص۱۱
ممالک غیر کی خبریں / ہندوستان کی خبریں ص۱۲

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۷ | ۱۳ ستمبر ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

عید اضحیٰ ۶۔ ستمبر کو ہوئی۔ اور نماز عید حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے باغ میں پڑھائی۔

۴۔ ستمبر کو مرزا گل محمد صاحب کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح نے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی رضیہ بیگم سے بعوض دو ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔

حافظ حامد علی صاحب جو حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خادم تھے۔ ۸۔ ستمبر کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

اس ہفتہ میں آنیوالے اصحاب میں سے خاص طور پر قابل ذکر مسٹر عبد الرحیم صاحب ہیں جو نائجیریا سے تعلیم دین حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ صاحب راستہ کی دقتوں کی وجہ سے پہلے لنڈن جناب مفتی صاحب کے پاس گئے۔ اور پھر وہاں سے یہاں آئے۔

اسی ہفتہ چودہری ابو الہاشم خان صاحب ایم۔ اے بنگال سے کچھ عرصہ قیام کے لئے تشریف لائے ہیں۔

اخبار احمدیہ

ولایت کا خط

برادرم قاضی صاحب پہلے سے بہت اچھے مگر کمزور کنارہ سمندر پر ہیں۔ کچھ تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ ان کا ایک کامیاب لیکچر ہیسٹنگز میں ہوا۔ دو دن کے لئے ملنے لنڈن آئے تھے۔ پھر واپس چلے گئے مفتی صاحب کو گٹھوں اور کسی قدر کھانسی کی تکلیف ہے پولیٹیکل کام میں بہت مصروف رہے ہیں۔ لنڈن کے کئی اخباروں میں مفتی صاحب کی تصویر اور سلسلہ احمدیہ کے حالات شائع ہوئے ہیں۔ ہم آہستہ آہستہ کام سمجھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ حال میں ایک عرب احمدی ہوئے ہیں۔ جن کا نام عبد اللہ حسن ہے۔ اور ایک مصری جس کو چودہری صاحب نے تبلیغ کی تھی۔ احمدی ہوئے ان کا نام حسن گوہر ہے۔ اور ایک ہندی مسلمان جو ایک عرصہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ گذشتہ دوشنبہ کو راقم کی تبلیغ کے بعد سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کا نام علی محمد ہے۔ اور لنڈن کی ایک فیکٹری میں ملازم ہیں۔ ان کی درخواست بیعت اسی ڈاک میں بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بھیجدی گئی ہے۔ نماز جمعہ چودہری صاحب نے پڑھائی۔ انگریزی میں موثر خطبہ پڑھا۔ ایک انگریز احمدی لیڈی بھی شامل نماز تھی۔ نو مسلموں سے ہم ملاقات کر رہے ہیں۔ دو تین نئے روز آتے ہیں جب ہم پہلے مکان پر آئے۔ ہمارے لئے دروازہ کھولنے والی ایک نو مسلمہ تھی۔ جو اپنے خاوند کے ساتھ اسی مکان میں رہتی ہے۔ اور مسٹر ولسن (سعید) بھی یہاں تھے۔ جو لسٹر سے چند روز کے واسطے آئے تھے۔ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے رہے۔

عبد الرحیم نیر۔ از لنڈن۔ ۱۳۔ اگست ۱۹۱۹ء

درخواست دُعا از لنڈن

عاجز کی آنکھیں لگروں سے علیل چلی آتی ہیں پہلے پولیٹیکل کام کے سبب اور اس کے بعد نئے مشنریوں کی آمد کے سبب اور ان کو کام دکھانے اور سمجھانے کے سبب کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑا۔ مگر اب تکلیف بڑھ گئی ہے اسواسطے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ تحریر اور پڑھنے کے کام سے پرہیز کر کے باقاعدہ علاج کیا جائے احباب سے درخواست دُعا ہے۔ اس عرصہ میں بزرگ دوستوں کے خطوط کے جواب بھی نہ لکھ سکوں گا۔ اور نہ اخبار کیواسطے رپورٹیں۔ مگر مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر اب انشاء اللہ رپورٹیں لکھتے رہینگے۔ اور عاجز کے حالات سے بھی احباب کو بذریعہ اخبار و خطوط اطلاع کرتے رہینگے۔ والسلام

محمد صادق عفا اللہ عنہ از لنڈن - ۱۳ر اگست ۱۹ء

جماعت احمدیہ فیروزپور کے لئے امیر اور قاضی کا تقرر

نئے انتظام کے مطابق حضرۃ خلیفۃ المسیح نے جماعت فیروزپور کی درخواست پر خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کو جماعت احمدیہ فیروزپور کا امیر اور جناب مرزا ناصر علی صاحب وکیل کو جماعت مذکور کا قاضی مقرر فرمایا ہے۔

خاکسار شیر علی عفا اللہ عنہ۔ ناظر اعلیٰ

اعلان نکاح

۵ ستمبر ۱۹۱۹ء - بروز جمعہ - بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مکرمی قاضی فضل کریم صاحب بھیروی کی لڑکی امۃ العزیز (جس کا پہلا نام غلام فاطمہ تھا) کا نکاح رشید احمد قریشی سے بعوض پانسو روپیہ مہر پڑھا خدا تعالےٰ مبارک کرے +

ایک پادری احمدی ہوا

الحمد للہ کہ آج ایک پادری خیرالدین نامی جو عرصے سے چک نمبر ۳۶ جنوبی وڈّھی چک نمبر ۱۰۵ جنوبی علاقہ سرگودھا میں عیسائی مذہب کی اشاعت کا کام کرتا رہا ہے اور حال میں بطور کمپونڈر ہسپتال سلانوالی میں لگا یا گیا ہے مسلمان ہوکر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ اسکی درخواست بیعت آج بحضور حضرت خلیفۃ المسیح بھجوائی گئی ہے۔

منظور احمد منظور بھیروی از سلانوالی

احمدیان سندھ کو اطلاع

ان احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے۔ جو سندھ میں رہتے ہیں کہ ہمارے چند بھائیوں نے بمقام روہڑی ضلع سکھر انجمن احمدیہ قائم کی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے انجمن ہذا کے کاروبار میں دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے۔ چونکہ سندھ میں بہت سے ایسے احباب بھی ہونگے۔ جن سے نہ تو ہمارا تعارف ہے۔ اور نہ ہی ان کا پتہ معلوم ہے۔ اس لئے مہربانی فرماکر یا خود آکر ملاقات کریں یا اپنا پتہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ روہڑی کو لکھ بھیجیں۔ خط وکتابت اس پتہ پر کریں اسٹیشن روہڑی - ضلع سکھر - بنگلہ نمبر ۵ - بخدمت جناب بابو اکبر علی صاحب انسپکٹر ورکس ریلوے

المشتہر - میر غلام حیدر خان عفا اللہ عنہ (مولوی عالم) از ریاست خیرپور میرس سندھ

درخواست دُعا

(۱) خواجہ شاہ محمد اعجاز علی احمدی جو کہ ایک مخلص احمدی ہیں اور اسوقت دارالامان میں مقیم ہیں۔ تین ماہ ہوئے بخار سے سخت بیمار ہیں۔ تمام احمدی احباب سے التجاء کیجاتی ہے کہ خواجہ صاحب کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں - خواجہ معین الدین -

(۲) میرا لڑکا سلیم اللہ بعارضہ بخار کئی دن سے بیمار ہے جماعت احمدیہ کی خدمت میں بذریعہ الفضل درخواست دُعائے صحت ہے۔ دردِ دل سے دُعا کی جاوے۔

عطاء اللہ از دہرم کوٹ بگہ

(۳) میرے دوست چودہری رحمت علی احمدی کی بیوی سخت بیمار ہے۔ سب بھائی دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اُسے صحت بخشے۔ الراقم محمد اسحٰق احمدی امام مسجد جماعت احمدیہ موضع کھریپڑ۔

ولادت

عزیزم میاں محمد یوسف ہیڈ کلرک ڈپٹی ڈائرکٹر زراعتی کالج لائل پور کے ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا تولد ہوا۔ جس کا نام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے محمد داؤد رکھا ہے احباب دُعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو عمر دراز بخشے اور اس کو نیک اور خادم دین بنا وے۔

خاکسار (میاں) ہدایت اللہ از لائل پور

نماز جنازہ

(۱) خاکسار کی حقیقی بہن مسماۃ زیتون بی بی ۲۵ - اگست کو انتقال کرگئی - مرحومہ بڑی نیک باطن اور مخلص احمدی تھی - اپنے گاؤں میں باوجود مخالفوں کی سخت مخالفت کے تا مرگ اس کے پائے ثبات کو ذرا لغزش نہ ہوئی - احباب جنازہ غائب پڑھیں - اور دعائے مغفرت کریں۔ تبارک علی - سونگھڑہ - کٹک

(۲) میرے والد بزرگوار منشی غلام محمد صاحب پھلوری نظامی احمدی ۳۱ - اگست رات کے سوا نو بجے اس دار فانی سے گذر گئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحوم نہایت مخلص اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے - احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ خاکسار محمد ثناء اللہ از لکھنور

(۳) عاجز کے والد بزرگوار فوت ہو گئے ہیں - احمدی احباب ان کی نماز جنازہ ادا کریں - والسلام

خاکسار غلام محمد فورمین ریکو پریس - مغلپورہ - لاہور

(۴) میاں نظام الدین صاحب قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں - احباب جنازہ غائب پڑھیں +

خاکسار مہرالدین سکرٹری انجمن احمدیہ - چونڈہ

مستورات کے مطالعہ کے قابل کتاب

مستورات کے مذاق کے مطابق ان کی تعلیم و تربیت کے لئے جو کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں - ان کا میں خاص طور پر مطالعہ کیا کرتا ہوں تاکہ جو کتاب مفید پاؤں - اس کے پڑھنے کا اپنے سلسلہ کی مستورات کو مشورہ دیسکوں - حال میں میری نظر سے جناب راشد الخیری صاحب مشہور فسانہ نگار کی تازہ تصنیف شب زندگی گذری ہے - جسمیں دلچسپ اور موثر پیرایہ میں بہت سی مفید اور کارآمد نصائح کی گئی ہیں - اور نہایت عمدہ طریق سے کئی ایک برائیوں سے آگاہ کیا گیا ہے زبان بہت صاف اور شستہ ہے - طرز تحریر ولولہ انگیز اور دردناک ہے - امید ہے مستورات خوشی اور شوق سے اس کا مطالعہ کرینگی - افسوس لکھائی چھپائی ایسی اچھی نہیں جیسی دہلی میں چھپی ہوئی کتاب کی ہوتی چاہیئے - قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے - اور مینیجر رسالہ عصمت دہلی سے ملسکتی ہے +

(ایڈیٹر)

(بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۳ ستمبر ۱۹۱۹ء

حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر

انفلوئنزا کے حفظ ماتقدم کی تدابیر

۳۰ - اگست کو بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں اصحاب قادیان کو جمع کر کے انفلوئنزا کے حفظ ماتقدم کے طور پر حسب ذیل تقریر فرمائی :-

سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا :-

یہ سورۃ جو کہ نے پڑھی ہے اسمیں بتایا گیا ہے کہ سب حمدوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہاں خدا کیلئے حمد کا لفظ رکھا گیا ہے مدح کا نہیں رکھا گیا کیونکہ مدح اور حمد میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ حمد سچی ہوتی ہے جھوٹی نہیں ہوتی - لیکن مدح سچی اور جھوٹی دونوں طرح کی ہوتی ہے - اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شاعروں کی جو لوگوں کی مدح کرتے ہیں - مذمت کی ہے - مگر حمد کرنے والوں کے متعلق ایسا نہیں کیا - کیونکہ حمد صحیح ہوتی ہے - جھوٹی نہیں ہوتی مگر مدح میں بہت زیادہ مبالغہ اور جھوٹ ہوتا ہے - مثلاً ایک معمولی رئیس ہوتا ہے - اس کی مدح کرتے ہوئے یہاں تک کہدیا جاتا ہے کہ آپ کے سامنے تو آسمان خم ہے اور زمین چور ہے - حالانکہ اس بیچارے کی ظاہری طاقت کچھ بھی نہیں ہوتی - لیکن چونکہ اس سے روپیہ ملنے یا کوئی اور فائدہ پہنچنے کی امید ہوتی ہے - اس لئے اس کی اس قسم کی تعریف کی جاتی ہے - اور یہ مدح ہوتی ہے تو مدح جھوٹی بھی ہوتی ہے - لیکن حمد جھوٹی نہیں ہوتی کیونکہ

حمد کے معنی

ہی یہ ہیں کہ ایسی تعریف جو صحیح ہو - یہی وجہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کے لئے قرآن کریم میں پہلے ہی یہ الفاظ آئے ہیں کہ الحمد للّٰہ رب العالمین - سب حمدیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں - کیونکہ تمام وہ تعریفیں جو صحیح اور درست ہیں - وہ خدا میں پائی جاتی ہیں - اور کوئی ایسی بات جو خدا کے لئے صحیح تعریف نہیں - وہ اس میں نہیں پائی جاتی - مثلاً وہ لوگ جو خدا کی اصل شان سے ناواقف ہوتے ہیں - کہا کرتے ہیں - کیا اللہ اپنے جیسا کوئی اور پیدا کر سکتا ہے - اگر نہیں کر سکتا - تو معلوم ہوا کہ یہ تعریف اس میں نہیں پائی جاتی - لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بہت بڑی کمزوری اور نقص ہے کہ اپنے جیسا پیدا کرلے - کیونکہ اگر خدا اپنے جیسا پیدا کرے - تو وہ اس کا ثانی اور مد مقابل ہو جائیگا پس چونکہ یہ کوئی تعریف کی بات نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے جیسا پیدا کرے - اسلئے خدا میں نہیں پائی جاتی - اور خدا تعالےٰ کے متعلق یہ کہنا ایسا ہی ہے - جیسے کوئی کہے کہ فلاں اتنا زور آور ہے کہ اس کا پاؤں پھسل جاتا ہے - اور وہ اپنے پاؤں کے سہارے کھڑا نہیں رہ سکتا - کیا یہ اس کے زور آور ہونے کی علامت ہے - ہرگز نہیں - اسی طرح یہ خدا تعالےٰ کے قادر ہونے کی علامت نہیں کہ وہ اپنے جیسا کوئی اور پیدا کرلے - بلکہ یہ نقص اور کمزوری کی علامت ہے - اور اسے حمد نہیں کہا جا سکتا پس حمد کی جو صحیح تعریف ہے - وہ خدا میں پائی جاتی ہے - اور جو صفت حمد کہلانے کی مستحق نہیں وہ خدا کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی - اسی طرح کہا جاتا ہے - کیا خدا اپنے آپ کو مار سکتا ہے - ہم کہتے ہیں یہ کوئی حمد نہیں - بلکہ نقص ہے - اور کوئی نقص خدا تعالیٰ کی ذات میں نہیں پایا جاتا - پس جو بات حمد کہلانے کی مستحق ہے - وہی خدا کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے اور جو بھی حمد ہے - وہ خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی - کیونکہ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

اور جس قدر بندوں کی تعریفیں ہوتی ہیں - وہ بھی درحقیقت خدا ہی کی ہوتی ہیں - کیونکہ خدا ہی بندہ پر اپنا فضل اور احسان کرتا ہے - تو بندہ کسی تعریف کو حاصل کر سکتا ہے - مثلاً اگر کسی بندہ میں سخاوت کی تعریف پائی جاتی ہے - تو اسی لئے کہ وہ خدا کے دئے ہوئے مال سے اور خدا کے دئے ہوئے ہاتھوں کے ذریعہ لوگوں کو دیتا ہے اگر خدا اس کو مال نہ دیتا - تو وہ سخاوت کی صفت کس طرح اپنے اندر پیدا کر سکتا - اسی طرح اور جس قدر تعریفیں بندوں میں پائی جاتی ہیں - وہ چونکہ خدا ہی کے فضل سے پائی جاتی ہیں - اس لئے اصل میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں - پس خدا تعالےٰ جامع ہے تمام حمدوں کا - اور کوئی حمد ایسی نہیں جو خدا میں نہ پائی جاتی ہو - جب یہ بات ہے کہ تمام حمدوں اور خوبیوں کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے - اور ہر قسم کے احسان اور انعام خواہ انسانوں کے ذریعہ میسر ہوں - خواہ حیوانوں کے ذریعہ وہ خدا ہی کے احسان ہوتے ہیں - مثلاً سورج جو فائدے ہمیں پہنچاتا ہے - وہ اسی لئے پہنچاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے اسے پیدا کیا ہے اسی طرح رات جس سے ہمیں کئی قسم کے فائدے پہنچتے ہیں - خدا ہی کی بنائی ہوئی ہے - اگر خدا نہ بناتا - تو وہ ہمیں کیونکر فائدہ پہنچا سکتی - تو تمام انسانوں - حیوانوں اور بے جان چیزوں تک سے جس قدر فائدے پہنچ رہے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے ہی پہنچ رہے ہیں - اور جو روحانی فائدے براہ راست خدا تعالےٰ سے پہنچتے ہیں - وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہوتے ہیں - پس جب

خدا تعالےٰ کی یہ شان ہے -

تو سمجھ لینا چاہیئے - کہ اس کی نافرمانی اور عدم اطاعت اور اس کے احسانات کی بے قدری کرنے سے کس قدر نقصان پہنچیگا - اور کس قسم کی سزا کے مستحق انسان ہو جائینگے - اسی بات کو سمجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو الحمد للّٰہ سے شروع کیا ہے اور ولا الضالین پر ختم کیا ہے - کہ جو خدا تمام حمدوں کا جامع ہے - اس کے احکام کی اگر نافرمانی کی جائے گی - اور اس کے احسانوں کی قدر نہ کیجائیگی

تو اس کا

لازمی نتیجہ

یہ ہوگا۔ کہ لوگ مغضوب اور ضالین ہو جائینگے۔ پس اگر خدا تعالےٰ کے بندوں پر اس قدر احسان۔ انعام اور فضل نہ ہوتے۔ تو اس کی نافرمانی کرنے والوں کو اسقدر سخت سزائیں بھی نہ دی جاتیں۔ لیکن چونکہ وہ تمام حمدوں کا جامع ہونے کی وجہ سے انسانوں پر اس قدر احسان اور انعام کرتا ہے کہ جن کا گننا اور شمار کرنا تو الگ رہا۔ خیال میں لانا بھی ناممکن ہے۔ اس لئے جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ان کو جب وہ سزا دینے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تو سزا بھی بہت ہی سخت دیتا ہے۔ مشہور ہے کہ

حلیم کا غضب

بہت ہی سخت ہوتا ہے۔ اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حلیم جب غضب میں آتا ہے تو بہت ہی مجبور ہو کر آتا ہے۔ لیکن خدا سے بڑھ کر حلیم کون ہو سکتا ہے۔ ایک ایسا انسان جو معمولی معمولی باتوں کو برداشت کرے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ یہ بڑا حلیم ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان بڑی سے بڑی بات کو بھی برداشت کرلے تو بھی اس کا حلم خدا تعالےٰ کے حلم کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں ہے اور کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ پس جب انسان حلیم کا غضب بہت ہی سخت ہوتا ہے۔ جس کا حلم خدا کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب خدا تعالےٰ غضب میں آئے تو اس کا غضب کسقدر سخت ہوگا۔ پھر خصوصاً اس وقت جبکہ وہ یہ سمجھے کہ آخری تدبیر جو انسانوں کی بھلائی کے لئے کی جا چکی ہے۔ اس سے بھی انہوں نے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ایسے ہی وقت کے متعلق خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ میں ایسا غضب کروں گا۔ جو کبھی نہیں کیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو اس نے فرمایا۔ تو جب خدا تعالیٰ کے فضل۔ رحم اور احسان کے باوجود انسان اس کی طرف نہیں جھکتا۔ اور اس کے احکام کی بے قدری کرتا ہے تو پھر

خدا کا غضب

اس کے لئے بھڑک اُٹھتا ہے۔

اس زمانہ میں جیسا کہ ہماری جماعت کے لوگ جانتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اور آپ نے آکر لوگوں کو خدا تعالےٰ کا پیغام سنایا۔ لیکن لوگوں کو آپ سے کچھ ایسی دشمنی اور بغض ہو گیا ہے کہ اب جبکہ آپ فوت ہو چکے ہیں اب بھی آپ کو گندی سے گندی گالیاں دینے اور ناپاک سے ناپاک الزام لگانے سے باز نہیں آتے۔ پھر آپ سے تعلق رکھنے والوں اور آپ کو خدا کا برگزیدہ ماننے والوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اور تنگ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا بغض اور کینہ بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ اور یہ حد سے گذر گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں ایسے ایسے عذاب نازل ہو رہے ہیں کہ تمام انسان حیران ہو رہے ہیں اور ایسی ایسی وبائیں پڑ رہی ہیں کہ ملک تباہ و ویران ہو رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ

سُنّت اللہ

ہے کہ جب خدا کی طرف سے دنیا میں کوئی بلا نازل ہوتی تو جن لوگوں کے لئے آئی۔ ان کے ساتھ دوسرے ستقی لوگوں تک بھی اس کے اثرات پہونچے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مخالفین نے چونکہ تلوار اُٹھائی تھی۔ اس لئے ان کو تلوار کے ذریعہ ہی سزا دی گئی ہے۔ اور یہ ان کے لئے

خدا کی طرف سے عذاب

تھا۔ لیکن ان جنگوں میں صحابہ بھی مارے گئے۔ اسی طرح اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے سرکش لوگوں کو سزا دینے کے لئے جو تلوار اُٹھائی ہے۔ اس کا اثر احمدیوں پر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پڑتا ہے۔ لیکن احمدیوں اور دوسرے لوگوں میں

ایک بہت بڑا فرق

ہے۔ اور وہ یہ کہ جب خدا تعالےٰ کا غضب وباؤں یا قحط یا اور طریقوں سے بھڑکتا ہے۔ تو احمدیوں کے دل پہلے سے بھی زیادہ خدا تعالےٰ کی طرف جھک جاتے ہیں۔ اور وہ خدا کی عبادت میں خاص طور سے مشغول ہو جاتے اور صدقہ و خیرات دیتے۔ دین کی راہ میں پہلے سے زیادہ خرچ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ایام میں ہماری جماعت کے چندہ کی مقدار اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن دوسرے لوگوں پر ایسے وقت میں ایسی گھبراہٹ اور بے چینی نازل ہو جاتی ہے کہ وہ اگر پہلے کچھ کرتے ہیں۔ تو اسے بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر مقابلتہً ہماری جماعت پر وباؤں وغیرہ کا بہت ہی کم اثر ہوتا ہے۔ اور اسطرح

ایک امتیاز

قائم رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہماری جماعت کو مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں اور بلاؤں کے علاوہ

ایک نیا بُخار

بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ اور یہ ایسا خطرناک ہے کہ طاعون جیسی خطرناک وبا کے ذریعہ پندرہ سال میں اتنے لوگ ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ جتنے اس کے ذریعہ گذشتہ سال دو مہینہ کے اندر اندر ہلاک ہو گئے تھے۔ تو ہلاکت کے لحاظ سے طاعون سے بھی یہ بہت بڑھ گیا ہے۔ گذشتہ سال اس کا نہایت خطرناک حملہ ہوا تھا۔ اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس سال اس کا حملہ نہیں ہوگا۔ لیکن اب جبکہ اس کے دن آرہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال غلط تھا۔ کیونکہ یہ پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ جس کا گورنمنٹ کو خاص خیال ہے۔ اور وہ اپنی طرف سے پورا پورا انتظام کر رہی ہے اس سال اگر اس کا دورہ پھر ہوا۔ تو اسوقت

ہماری جماعت کا فرض

کیا ہونا چاہیئے۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے لئے آج میں نے آپ لوگوں کو بلایا ہے۔

جیساکہ میں نے بتایا ہے۔ دنیا میں قسم قسم کے عذاب اس لئے آرہے ہیں کہ دنیا نے اپنی زبان بلکہ اپنے ہاتھوں سے حضرت مسیح موعود اور آپ کے ماننے والوں کو دکھ اور تکالیف دی ہیں۔ اور ابھی تک دے رہی ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود سنا ہے کہ اگر لوگ میرے متعلق بدزبانی نہ کرتے۔ اور مجھے اور میری جماعت کو دکھ نہ دیتے۔ تو خدا تعالیٰ انہیں صرف

کفر کی سزا

اس دنیا میں نہ دیتا۔ بلکہ اگلے جہان میں دیتا۔ لیکن چونکہ لوگ کفر کے ساتھ بدزبانی سے بھی کام لیتے۔ اور دکھ دیتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ اسی دنیا میں ان پر عذاب نازل کرتا ہے۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت عیسائی بھی موجود تھے۔ مگر ان پر عذاب نہیں آیا کیونکہ وہ آپ اور آپ کے ماننے والوں کو دکھ نہ دیتے تھے مسلمانوں کو مارتے لوٹتے اور گھروں سے نہ نکالتے تھے اس کے مقابلہ میں رسول کریم کے وقت جن لوگوں پر عذاب آئے۔ وہ وہی تھے۔ جو مسلمانوں کو دکھ دیتے اور جبراً اسلام کو مٹانا چاہتے تھے۔ اور چونکہ وہ اسلام کے خلاف ہاتھ چلاتے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی ان کے مٹانے کے لئے ہاتھ چلایا۔ اسی طرح اگر اس زمانہ میں لوگ محض زبان سے ہی انکار کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود کو نہ مانتے۔ تو ان پر اس دنیا میں عذاب نازل نہ ہوتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے خلاف بدزبانی اور ہاتھوں سے کام لیا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے بھی ان کے خلاف ہاتھ اٹھایا اور جب خدا ہاتھ اٹھائے۔ تو پھر کون ہے۔ جو اسے روک سکے۔ تو حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو تکالیف دینے کی وجہ سے عذاب آرہے ہیں۔ لیکن چونکہ ہم بھی دنیا میں ہی رہتے ہیں۔ اس لئے ہم تک بھی ان کا کچھ نہ کچھ اثر قانون قدرت کے لحاظ سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ ہم میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز قائم رکھتا ہے۔ مثلاً طاعون ہی ہے اس سے ہماری جماعت کا بہت ہی کم نقصان ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو کہہ دیا تھا۔ کہ ٹیکہ نہ کرائیں۔ لیکن چونکہ اور کسی بیماری کے متعلق آپ کا یہ ارشاد نہیں ہے۔ اور انفلوئنزا کے آنے کے دن ہیں اسلئے ہمیں اسکے متعلق پہلے سے فکر کرنا چاہیئے۔ اسکے متعلق

پہلی بات

تو یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہر ایک بلا اور مصیبت سے حفاظت کر سکتا ہے اس لئے ایسے موقعہ پر ہمیں خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ میں ایسا تغیر کرنا چاہیئے۔ اور ایسی فرمانبرداری اور اطاعت شعاری دکھانی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ پہلے سے بھی زیادہ ہم پر خوش ہو جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ایک کنچنی تھی۔ اس نے اپنے موزے میں ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ خدا تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا چونکہ اللہ تعالیٰ بہت بے نیاز ہے۔ اس لئے اپنے بندوں کے ساتھ اس کا سلوک بھی بے نیازانہ ہی ہوتا ہے اور چھوٹے سے عمل پر بڑے بڑے اجر دیتا ہے پس جب چھوٹے سے عمل پر بھی خدا تعالیٰ بہت بڑا اجر دیتا ہے۔ تو اگر پوری کوشش سے اس کی فرمانبرداری کی جائیگی۔ تو کیوں خاص فضل نہیں کریگا۔ اسوقت جبکہ ایک

خطرناک وبا

آرہی ہے۔ موقع ہے۔ کہ اس سے محفوظ رہنے کے لئے ابھی سے وہ تدابیر اختیار کی جائیں۔ جو ایسے موقع کے لئے اسلام نے بتائی ہیں۔ کیونکہ جب وبا آجاتی ہے۔ تو پھر وہ تدبیریں کم موثر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے ایسا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جیساکہ اگر مصیبت اور بلا کے آنے سے پیشتر ان سے کام لیا جائے۔ تو ہوتا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ وبا آئے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو جو یہاں ہیں یا باہر ہیں (باہر والوں کو اخباروں والے یہ باتیں پہنچادیں) انہیں چاہیئے کہ پہلے سے زیادہ عبادات میں مشغول ہو جاویں۔ اور صدقہ و خیرات کرنے لگ جائیں۔ میں نے اپنی جماعت کے لوگوں میں

ایک نقص

دیکھا ہے۔ گو ایک حد تک اس کے لئے وہ معذور ہیں۔ تاہم نقص ضرور ہے۔ اور وہ یہ کہ نوافل کم پڑھتے ہیں۔ اور عموماً ہماری جماعت کے لوگ اسکے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ وجہ یہ کہ وہ اپنا بہت سا وقت دین کی خدمت اور اشاعت میں لگاتے ہیں مگر نوافل کے لئے بھی انہیں ضرور وقت نکالنا چاہیئے کیونکہ فرائض اور سنتوں کے علاوہ نوافل بھی ضروری ہیں اور پھر وہی نوافل نہیں۔ جو وتروں کے بعد دو پڑھے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی ہیں۔ جو اپنے شوق اور خواہش سے مختلف اوقات میں پڑھے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ ان نوافل کے پڑھنے میں سستی کر دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ان کا پڑھنا ضروری نہیں۔ اسوقت میں نوافل کے متعلق تقریر کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ مگر اتنا میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان کے پڑھنے کے فوائد کو میں عقلی دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں۔ پس ایک تو نوافل پر زور دینا چاہیئے۔ اور جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ان کو چھوڑ کر جو وقت بھی ملے۔ اس میں پڑھنے چاہئیں۔

دوسری بات ذکر الٰہی

ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ مختلف اوقات میں خدا تعالیٰ کی تحمید اور تسبیح میں لگے رہیں۔ مثلاً امام کے آنے میں جو دیر ہوتی ہے۔ اس میں یا نماز کے بعد تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ کئی لوگ مسجد کو کلب گھر سمجھکر اس میں ادہر ادہر کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ ایسے وقتوں میں اور کم ازکم اس وقت جبکہ خدا کا غضب نازل ہونیوالا ہو مسجد میں ادہر ادہر کی فضول باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا چاہیئے۔ پھر تسبیحیں جو فرض کے طور پر ثابت ہیں۔ صرف وہی نہیں کرنی چاہئیں بلکہ اپنے شوق اور جوش سے اور بھی کرنی چاہئیں۔ کیونکہ جب بندہ فرائض کے علاوہ اور عبادتیں کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی خاص طور پر اسے مصائب سے

محفوظ رکھتا ہے۔

تیسری بات صدقہ و خیرات

ہے۔ اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صدقہ مقررہ ہی کافی نہیں ہوتا کہ سمجھ لیا جائے۔ ماہوار جو اس قدر چندہ دے دیا جاتا ہے۔ تو اور کچھ دینے کی ضرورت نہیں۔ ماہوار دینا بھی مفید اور فائدہ رساں ہوتا ہے۔ مگر اور بھی دینا چاہیئے۔ جو خاص طور پر بلاؤں سے بچاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سائل اور مانگنے والوں کو دیا جائے۔ اور ان کو دیا جائے۔ جو مانگنے کی طاقت نہیں رکھتے جیساکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ کہ مسلمانوں کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہوتا ہے۔ محروم میں کتے۔ بلیاں اور دوسرے جانور بھی شامل ہیں۔ ان کو کھلانا پلانا چاہیئے۔ ابھی میں نے حدیث سنائی ہے۔ کہ ایک کنچنی کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشی گئی۔ اس قسم کے صدقہ سے بہت بڑے بڑے فائدے پہنچ جاتے ہیں۔ پس آپ لوگ ایک صدقہ تو وہ دیتے ہیں۔ جو دفتر محاسب میں جمع ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسے لوگوں کو دینا چاہیئے جو تم سے سوال کرتے ہیں۔ اور پھر ان کو جو اپنی حالت کو چھپاتے ہیں۔ کیونکہ جب انسان خدا کے بندوں کو تلاش کر کر کے دیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اس کو تلاش کر کے اس پر رحم کرتا ہے۔ تو ایسے صدقے جو پوشیدہ ہوں۔ اور جن میں کسی قسم کی شہرت کا دخل نہ ہو۔ بہت فائدہ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ سائل کے سوال پر انسان غصہ ہو جاتا اور کہتا ہے۔ ہٹا کٹا ہو کر مانگتا پھرتا ہے۔ شرم نہیں آتی۔ لیکن اس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ جو مانگنے آتے ہیں۔ وہ پہلے ہی مر کر آتے ہیں۔ یعنی اخلاقی موت مر چکے ہیں۔ اس لئے ان کو طعنے نہیں دینے چاہئیں۔ بلکہ جسقدر ہو سکے۔ ان سے سلوک کر دینا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ اسی نکتہ کو نواز دے۔ کیونکہ جب انسان ایک سائل کو دینے کے ناقابل سمجھ کر دے گا۔ تو خدا تعالےٰ بھی اس کو غیر مستحق پا کر اس پر فضل کر دیگا۔ اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیگا۔ اسی طرح محروم کو دینے کے بہت بڑے فوائد ہیں۔ محروم سے مراد ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اپنی مصیبت کو آپ نہیں سمجھ سکتے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ خود دوسروں کی مصائب معلوم کر کر کے مدد کرے۔ تاکہ خدا تعالےٰ بھی اس کی ان مشکلات اور مصائب کو جن کا اسے علم ہی نہیں۔ خود بخود دور کر دے۔

چوتھی بات

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر کر۔

دُعائیں کرنی چاہئیں

ایک روایت ہے۔ گو روایت کے طور پر اس کی اس طرح تصدیق نہیں ہوتی۔ کہ رسول اللہ تک پہنچے۔ مگر چونکہ اس میں ایک عجیب نکتہ ہے۔ اسلئے بیان کرتا ہوں۔ روایت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں بندہ کی اس دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جو ایسی زبان سے کی جائے۔ جس نے میرا قصور نہ کیا ہو۔ صوفیاء اس سے یہ نکتہ نکالتے ہیں کہ اگر بکر زید کے لئے دعا کرے تو چونکہ بکر کی زبان نے زید کی طرف سے کوئی گناہ نہیں کیا ہو گا۔ اس لئے خدا زید کے حق میں اس کی دعا کو سن لیگا۔ پس ایک بھائی دوسرے بھائی کے لئے جو دعا کرے۔ اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے تو دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے۔ اور دوسروں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس سے خود انسان کو بھی بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دوسروں کے لئے دعائیں کرنے پر خدا کہتا ہے۔ جب بندہ خود محتاج ہو کر اپنے لئے نہیں۔ بلکہ دوسرے کے لئے مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ تو میں غنی ہو کر کیوں اس پر رحم نہ کروں۔ اس طرح خدا اپنے فضل کو بہت وسیع کر دیتا ہے۔ پس

دوسروں کے لئے دعائیں

کرنا مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پھر اپنے بھائیوں تک ہی دعاؤں کو محدود نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے کرنی چاہئیں۔ مگر ایسے الفاظ میں کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے غضب کا نشانہ نہ بنالے۔ مثلاً اگر یہ کہے۔ کہ الٰہی اس بلا کو دنیا سے دور کر دے۔ تو وہ دور کس طرح ہو سکتی ہے۔ جبکہ مسیح موعود کے جھٹلانے اور دکھ دینے کی وجہ سے آئی ہے۔ یہ کہنا تو خدا کی ناراضگی کا باعث ہو گا۔ ہاں اس طرح کہے کہ خدایا اپنی مخلوق کو سمجھ دے۔ کہ تیرے غضب کا نشانہ نہ بنے۔ اور تیرے فرستادہ حضرت مسیح موعود کو قبول کرے۔ اسی طرح اپنے لئے یہ دعا کرے کہ خدایا اگر ہم اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے سزا کے مستحق ہیں۔ تو تو ہمیں بخشدے۔ تاکہ ہماری وجہ سے تیرے برگزیدہ مسیح موعود پر کوئی اعتراض نہ کرے۔

یہ تو وہ باتیں ہیں جو روحانیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ظاہری سامانوں سے بھی کام لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص ظاہری سامانوں سے کام نہیں لیتا۔ وہ گویا خدا کا امتحان لیتا ہے۔ کہ دیکھوں خدا اب مجھے بچاتا ہے یا نہیں۔ تو ظاہری سامانوں سے بھی ضرور کام لینا چاہیئے۔ اور

خدا کی آزمائش

نہیں کرنی چاہیئے۔ طاعون کے متعلق تو حضرت مسیح موعود کا خاص حکم تھا کہ ٹیکا نہ لگوایا جائے۔ اس لئے ہماری جماعت کو نہیں لگوانا چاہیئے تھا۔ لیکن اور احتیاطوں کا حضرت مسیح موعود خاص طور پر حکم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اشتہاروں کے ذریعہ تاکید فرماتے تھے۔ اور ہدایات دیتے تھے۔ پس ظاہری سامانوں سے بھی ضرور کام لینا چاہیئے۔ لیکن قبل اسکے کہ میں ان سامانوں کو بیان کروں۔ ایک ایسی بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو جسمانی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ یہ کہ

مایوسی اور ناامیدی

کو کبھی اپنے پاس نہیں آنے دینا چاہیئے۔ مایوسی روحانی

اور جسمانی دونوں طرح کی بیماری ہے۔ رُوحانی تو اسلئے کہ یہ کفر ہے۔ اور جسمانی اس لیئے کہ اس سے جسم میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کمزوری کی وجہ سے بیماری حملہ کرتی ہے۔ پس وبائی امراض سے بچنے کے لیئے یہ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ انسان مایوس نہ ہو۔ رات کو جب سونے لگے۔ تو سمجھ لے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لایا ہوں۔ مجھ پر کوئی وبا حملہ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح دن کو یقین رکھے۔ کہ میں نے خدا کے نبی کو قبول کیا ہے۔ مجھے وبا کوئی تکلیف نہیں دے سکتی۔ اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا ؎

اَب میں وہ ہدایات بیان کرتا ہوں۔ جو صرف جسم سے تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی جسمانی ہدایت

تو یہ ہے کہ ان ایام میں صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے اور کھانے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ ثقیل اور بدہضمی پیدا کر نیوالا کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔ اسی طرح دوسری اشیاء جو ثقیل اور بدہضم۔ گلی یا گندی سڑی ہوں۔ نہ کھانی چاہیئیں ؎

دوسری ہدایت

ناک کی صفائی کے متعلق ہے۔ وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا ہمارا شرعی مسئلہ ہے۔ جس پر مخالفین ہنسا کرتے تھے کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اب پتہ لگا ہے۔ کہ ناک کی صفائی کس قدر ضروری ہے۔ ان ایام میں پانی میں نمک ڈالکر یا میتھول ڈالکر ناک میں اس طرح چڑھانا چاہیئے۔ کہ حلق سے نکل آئے۔ ہر روز اس طرح کرنا چاہیئے گذشتہ سال یہ طریق بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

تیسری ہدایت

یہ ہے کہ ان دنوں دارچینی کا تیل استعمال کرنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جہاں جہاں یہ پلایا گیا ہے وہاں کے لوگوں کو یہ مرض بہت کم ہوا ہے۔ یہ بھی روزانہ تین دفعہ احتیاط کے ساتھ دو دو قطرے پانی میں ڈالکر پی لینے چاہیئیں۔ بہتر تو دارچینی کا تیل ہی ہے لیکن اگر یہ نہ ملے۔ تو قہوہ بنا کر اس میں دارچینی ڈال لینی چاہیئے۔ اور پھر اس قہوہ کو استعمال کرنا چاہیئے یا صرف دارچینی کا ہی قہوہ بنا لیا جاوے ؎

یہ ہدایات تو مرض کو روکنے کے متعلق ہیں لیکن جب کوئی بیمار ہو جائے۔ تو حسب ذیل احتیاطیں کرنی چاہیئیں۔

اول یہ کہ

بیمار کے سانس سے بچنا چاہیئے

اور اس کے بالکل سامنے نہ بیٹھنا چاہیئے۔ اور سانس سے بچنے کا آلہ ناک اور منہ پر رکھ کر بیٹھنا چاہیئے۔ اور اگر وہ آلہ نہ ہو۔ تو پگڑی کا پلہ یا رومال رکھ لینا چاہیئے تاکہ ہوا چھن کر اندر جائے۔ لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ کپڑے کی چھوٹی سی تھیلی بنالی جائے۔ اور اسے ناک پر باندھ لیا جائے۔ اور اگر مل سکے۔ تو اسپر یوکلپٹس کا تیل چھڑک لیا جائے۔ یہ بھی بہت مفید اور ضروری چیز ہے۔ جب بیمار کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو اسے اتار لے ؎

دوسری نہایت ضروری بات یہ ہے کہ تکان نہ ہونے دے۔ کیونکہ تکان کی حالت میں فوراً اس بیماری کا حملہ ہو جاتا ہے۔ پس تیمارداری یا دوسرا کاروبار نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے۔

اَب میں

بیمار کے متعلق ہدایات

بیان کرتا ہوں۔ پچھلے سال جو تجربہ ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ بیمار کے لئے چلنا پھرنا سخت خطرناک ثابت ہوا ہے۔ بعض مریض بالکل اچھے ہو گئے تھے مگر چونکہ کمزوری کی حالت میں ہی چلنے پھرنے لگ گئے۔ اس لئے بچ نہ سکے۔ وجہ یہ کہ اس بیماری کا اثر دل پھیپھڑے۔ انتڑیوں اور دماغ پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔ اس لئے اگر ذرا بھی حرکت کی جائے۔ تو ان اعضا کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ بیمار ہر وقت لیٹا ہی رہے۔ یہ سب سے بڑا علاج ہے ؎

دوسرے یہ کہ بیمار کی غذا کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ اور دودھ اور میوے کھلانے چاہئیں ہماری جماعت کے ڈاکٹروں نے گذشتہ سال کے متعلق اپنا تجربہ بتایا ہے کہ نمونیا میں کھٹی چیز کھلانا سخت مضر ہوتی ہے۔ لیکن اس بیماری کے حملہ میں جس کو سخت قسم کا نمونیا ہو گیا۔ اسے انگور کھلانے سے عام طور پر آرام آگیا۔ تو بیمار کو مقوی غذائیں ضرور کھلانی چاہیئیں۔

تیسرے یہ کہ جہاں بیمار ہو۔ اسجگہ کو بہت صاف اور ستھرا رکھنا چاہیئے۔ اور کسی قسم کی غلاظت وہاں نہیں ہونی چاہیئے۔

چوتھے یہ کہ بیمار کو وقت پر دوائی پہنچانی چاہیئے ہمارا تجربہ ہے کہ پچھلے سال جن لوگوں کو باقاعدہ دوائی پہنچتی رہی ہے۔ ان میں سے بہت زیادہ بچ گئے ہیں۔ لیکن چونکہ گذشتہ سال اس زور سے یہ وبا پڑی تھی۔ کہ ہر قسم کا انتظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ حتی کہ حکومتیں بھی پورا انتظام نہ کر سکیں چنانچہ آسٹریلیا کے متعلق میں نے اخباروں میں پڑھا کہ جب ہسپتال بیماروں سے بھر گئے۔ تو لوگ ان کی سیڑھیوں پر اپنے بیماروں کو پھینک کر چلے گئے۔ جن کو دوائی دینے والا یا خبر لینے والا کوئی نہ تھا۔ اور ملکوں میں بھی یہی حال ہوا۔ یہاں غیر احمدیوں میں ایسا ہی ہوا۔ ایک گھر کے سارے کے سارے آدمی بیمار تھے کہ ایک عورت پانی مانگتی مانگتی دوسرے دن مر گئی۔ اور کوئی اسکو پانی نہ پلا سکا۔ اردگرد کے گھروں والے بھی یہ آواز سنتے رہے لیکن کوئی اسے پانی دینے نہ گیا۔ ایسے ہی اور کئی واقعات ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہاں ہم نے اپنی طرف سے بہت کچھ انتظام کیا تھا۔ اور سب کو دوائی دیجاتی تھی پس اگر ایسا وقت پھر آئے۔ تو اسوقت

خاص ہمت اور کوشش

کی ضرورت ہے۔ اور مومن کے ہمت دکھانے کے ایسے ہی مواقع ہوتے ہیں۔

پچھلے سال ہم نے انتظام کیا تھا کہ ہر ایک شخص کا خواہ کوئی ہو۔ علاج کیا جائے۔ اور دوائی کے علاوہ غذا بھی بہم پہنچائی جائے۔ اس سے خدا کے فضل سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا۔ اس دفعہ بھی ارادہ ہے۔ کہ اسی طرح کیا جائے۔ اسکے لئے

ضرورت ہے

اس بات کی کہ ہماری جماعت کے سارے آدمی عہد کریں کہ ایسے موقعہ پر بلا کسی سستی اور کاہلی کے خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائینگے۔ اول تو دعا ہی کرنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ لیکن اگر موقعہ آئے تو صرف اپنے احمدیوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ ہر انسان کی خدمت اور نگہداشت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کہ سب خدا کے بندے ہیں۔ پس خواہ کوئی ہندو یا سکھ۔ آریہ ہو یا غیر احمدی۔ ایسے وقت میں سب کی امداد کرنا چاہیئے۔ جس کی کئی صورتیں ہیں۔

اول۔ تو یہ کہ ان کو دوائیاں مفت پہنچائی جائیں۔

دوم۔ چونکہ یہ ایک خاص بیماری ہے۔ اس لئے اس کا علاج سیکھ لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ تاکہ ڈاکٹروں کے ذریعہ انہیں علاج سکھا دیا جائے۔

سوم۔ یہ کہ کچھ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو تیمارداری کر سکیں۔ ان کو بھی ابھی سے اپنے آپ کو پیش کر دینا چاہیئے تاکہ تیمارداری کے متعلق ضروری باتیں انہیں سکھائی جا سکیں۔

چہارم۔ کچھ ایسے آدمی ہونے چاہئیں۔ جو بیماروں کی خبر علاج کرنیوالوں کو پہنچاتے رہیں۔ اور پھر کر دریافت کرتے رہیں کہ کوئی بیمار تو نہیں۔ یہاں کے لوگوں کو ان کاموں کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔ عورتیں بھی پیش کریں تاکہ ان کے مطابق کام پر انہیں لگایا جا سکے۔ پس جو لوگ اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں۔ وہ ناظر امور عامہ کے دفتر میں اپنے نام لکھا دیں۔ تاکہ ان کے مناسب حال کام تجویز ہو سکیں۔

مولوی محمد علی کو چیلنج

اور اس پر ایڈیٹر پیغام کی حواس باختگی

پیغام کے نئے ایڈیٹر صاحب عجیب قسم کے انسان واقع ہوئے ہیں۔ یوں تو وہ ہمچو ما دیگرے نیست کے دعویدار ہیں۔ اور آئے دن اُردو دانی کے گھمنڈ میں دوسروں کے منہ آتے رہتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ اسے ایک مغلوب الغضب اور چھچھورے انسان کی مضطربانہ حرکات سے زیادہ وقعت نہیں دیجا سکتی۔ حال ہی میں مولوی فضل الدین صاحب وکیل کا ایک مضمون الفضل میں شائع ہوا تھا جسمیں انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیا تھا کہ آپنے جماعت مبائعین پر اپنے رسالہ "شناخت ماموریں" کے صفحہ ۷ میں جو یہ الزام لگایا ہے کہ:۔

"میاں صاحب کے مریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو ماموریں اللہ مان رہے ہیں"

اسکو ثابت کریں۔ اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب پیغام نے ۲۴۔ اگست کے پیغام میں اپنی سخن فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے جو دُر فشانی کی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"میاں فضل الدین نونی ۹۔ اگست ۱۹۱۹ء کے الفضل میں حضرت مولوی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں یہ چیلنج کس بات کے لئے اور کس بناء پر ہے۔ یہ تو نونی صاحب کا دماغ ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ ہاں آپنے حضرت امیر صاحب کی روایت بالمعنی کو لیکر اسپر ایک صفحہ سیاہ کر دیا ہے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اگر ایڈیٹر صاحب پیغام عقل اور سمجھ سے کام لیتے۔ اور بے ہودہ غیظ و غضب میں اندھے نہ ہو جاتے۔ تو یہ نہ لکھتے کہ "یہ چیلنج کس بات کے لئے اور کس بناء پر ہے" کیونکہ مولوی محمد علی صاحب کو جس بات کے لئے اور جس بناء پر چیلنج دیا گیا تھا۔ وہ صاف طور پر مضمون میں بیان کر دیگئی تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیغام ہمارے جواب میں مضمون لکھتے وقت بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں اتنی بھی سمجھ باقی نہیں رہتی کہ ہمارے صاف اور واضح الفاظ کا مطلب سمجھ سکیں۔ ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں کہ ہمارے کسی مضمون کا جواب لکھنے سے پہلے انہیں کھولکر اور حواس درست کر کے اس کا خوب اچھی طرح مطالعہ کر لیا کریں تاکہ ہمیں کم ازکم یہ شکوہ تو نہ رہے۔ کہ ہمارے مضمون کو سمجھے بغیر ہی واہی تباہی بکنا شروع کر دیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کو چاہیئے۔ کہ مولوی فضل الدین صاحب کے ۹۔ اگست کے الفضل میں شائع ہونیوالے مضمون کو اب پھر ہوش و حواس سے کام لے کر پڑھیں اور دیکھیں کہ اس میں کس صفائی کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کو اس الزام کا ثبوت دینے کے لئے چیلنج دیا گیا ہے جو انہوں نے جماعت مبائعین پر بایں الفاظ لگایا ہے کہ:۔

"میاں صاحب کے مریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو ماموریں اللہ کے مقام پر مان رہے ہیں"

یہ الزام لگاتے ہیں اگر مولوی محمد علی صاحب سچے ہیں۔ اور ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے۔ تو ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اسے پیش کریں۔ ورنہ ندامت اور شرمندگی کے گڑھے میں ڈوب مریں۔ کہ الزام لگانے کے وقت تو اس دیدہ دلیری سے کام لیتے ہیں۔ لیکن جب ثبوت مانگا جاتا ہے۔ تو دم بخود ہو جاتے ہیں۔ اور ایڈیٹر صاحب پیغام ان کے قائم مقام بنکر جب بولتے ہیں۔ تو ایسے حواس باختہ ہو جاتے ہیں کہ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ہم نے یہ چیلنج کس بات کے لئے اور کس بناء پر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر مولوی محمد علی صاحب کے مذکورہ بالا الزام لگانے میں جھوٹا اور مفتری ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ باقی رہا ایڈیٹر صاحب پیغام کا یہ کہنا کہ مولوی فضل الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی روایت بالمعنی کو لے کر اسپر ایک صفحہ سیاہ کر دیا ہے یہ عجیب بیہودہ سرائی ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ "روایت بالمعنی" کہتے کس کو ہیں۔ روایت بالمعنی اس کو نہیں کہتے کہ کسی پر جھوٹا الزام لگا دیا جائے۔ اور جب اس کا ثبوت طلب ہو تو کہدیا جائے کہ میں نے تو روایت بالمعنی

سے کام لیا تھا۔ ایڈیٹر پیغام کے نزدیک معلوم ہوتا ہے۔ جھوٹ اور روایت بالمعنی میں کوئی فرق نہیں ہے اور ان کی ڈکشنری میں جھوٹ کے دوسرے معنے روایت بالمعنی ہیں۔ حالانکہ روایت بالمعنی یہ ہوتی ہے کہ ایک بات کو جن الفاظ میں پڑھا یا سنا ہو۔ بعینہٖ انہی الفاظ میں اس کو آگے بیان نہ کیا جائے۔ بلکہ اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جائے۔ کہ اصل مطلب اور مفہوم میں فرق نہ آنے پائے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ مریدین حضرت میاں صاحب کی نسبت بیان کیا ہے۔ وہ کسی طرح بھی روایت بالمعنے نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ تو ایک واقعہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ . . . . کہ فی الواقعہ میاں صاحب کے مریدین ان کو مامور من اللہ کے مقام پر مان بھی رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ پس واقعات کے خلاف ایک بات کو بیان کرنا اور پھر یہ اصرار کرنا کہ یہ روایت بالمعنے ہے۔ ایڈیٹر پیغام کا ہی کام ہے۔ ہم ایڈیٹر پیغام سے دوبارہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ذرا سوچ اور سمجھ کر بتائیں کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ جھوٹ اور افترا جو انہوں نے جماعت مبائعین کے متعلق کیا۔ کیونکر روایت بالمعنے کہلا سکتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے کہ آپ نے جو یہ الزام لگایا ہے اس کو آپ نے جن الفاظ میں کسی سے سنا۔ وہ بیان کریں۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ ہم نے روایت بالمعنے کے طور پر ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات ہی سرے سے غلط اور مولوی محمد علی صاحب کا بنایا ہوا جھوٹ ہے اگر نہیں تو وہ اس کا ثبوت دیں۔ ہمارے اس مطالبہ اور چیلنج کو روایت بالمعنے کے مہمل فقرہ کی آڑ لے کر ٹالنا اور بجائے کچھ جواب دینے کے حضرت مسیح موعود کے کسی حوالہ کو پیش کرنا ایڈیٹر صاحب پیغام جیسے عقلمند انسان کا ہی فعل ہو سکتا ہے۔

اخیر میں ہم پھر مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں کہ انہوں نے جماعت مبائعین پر جو یہ الزام لگایا ہے کہ:۔

"میاں صاحب کے مریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو مامور من اللہ مان رہے ہیں"

اسکو ثابت کریں ورنہ ان کے افترا پرداز ہونے میں کوئی...

مولوی محمد احسن صاحب کا فیصلہ

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خدائی فیصلہ سے مقدم ہے

مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ "شناخت مامورین" لکھا ہے۔ جسکے متعلق الفضل کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں کئی مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳ میں اندرونی اختلافات سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے ارقام فرمایا ہے کہ:۔

"شائد بعض کا خیال ہو کہ ہمیں اپنے اندرونی اختلافات کے حل کرنے کے لئے مامور بکار ہے ...... میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ایک کمزوری ہے۔ جب وہ لوگ زندہ موجود ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود سے تعلیم پائی۔ تو اس غرض کے لئے ہمیں کس مامور کی ضرورت ہے۔ اگر بالفرض کوئی مامور ہوتا تو اس کے الہام کے ذریعہ سے جو فیصلہ اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر وقیع وہ شہادت نہیں جو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے قلم اور زبان سے ادا کرادی ہے۔"

اس عبارت میں مولوی محمد علی نے سید احسن امروہی کا یہ رتبہ تجویز کیا ہے کہ اختلافات سلسلہ کے متعلق تحریری اور تقریری طور پر جو فیصلہ انہوں نے کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی مامور فیصلہ کر سکتا ہے اور نہ اللہ تعالےٰ۔ اور جو فیصلہ مولوی محمد احسن کریں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ اور اس کے مامور کے فیصلہ ہر دو سے زیادہ باوقعت ہے۔ اگر اس وقت بالفرض کوئی مامور ہوتا۔ اور اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہامات ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ الہامات کے رو سے وہ کوئی فیصلہ کرتا۔ اور وہ فیصلہ سید محمد احسن کے فیصلہ کے خلاف ہوتا۔ تو مولوی محمد علی کے نزدیک "شناخت مامورین" کے اس محولہ بالا اقتباس کی رو سے مولوی محمد احسن کا فیصلہ زیادہ باوقعت ہوتا۔ اور اسی کو ترجیح ہوتی کیونکہ جو فیصلہ مولوی محمد احسن نے اپنی تحریر یا تقریر میں کر دیا ہے۔ اس فیصلہ سے بڑھ کر نہ کوئی مامور فیصلہ کر سکتا ہے اور نہ خدا میں یہ طاقت ہے کہ اس سے بڑھ کر سچا اور صحیح فیصلہ کر دے۔

ہمارے احباب مولوی محمد علی کی اس تحریر پر غور کریں۔ اور سوچیں کہ مولوی محمد علی نے اس عبارت میں

"کہ اگر بالفرض اس وقت کوئی مامور ہوتا تو اس کے الہام کے ذریعہ سے جو فیصلہ اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر وقیع وہ شہادت نہیں۔ جو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن کے قلم اور زبان سے ادا کرادی ہے۔"

مولوی محمد احسن کو بڑھا کر مامورانِ الٰہی اور اللہ تعالےٰ کی ذات کی کتنی ہتک کی گئی ہے۔ مولوی محمد علی کا اختیار تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود سے تعلیم یافتہ دوسرے بزرگوں کی شہادتوں کو جو ان کے خیالات باطلہ کے مخالف ہیں۔ رد کر دیں۔ اور مولوی محمد احسن کی شہادت کو جو غالباً قانون شہادت کے رو سے بھی ساقط الاعتبار ہو گئے ہیں۔ بڑھا چڑھا کر پیش کریں۔ لیکن مولوی محمد علی کے لئے یہ زیبا نہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے فیصلہ سے بھی بڑھ کر مولوی محمد احسن کے فیصلہ کو قرار دیں۔ خدا کی شان اسی رسالہ میں مولوی محمد علی جماعت مبائعین کے متعلق صفحہ ۷ میں تو یہ الزام لگاتے ہیں کہ:۔ "میاں صاحب کے مُریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو مامور من اللہ کے مقام پر مان رہے ہیں" اور صفحہ ۱۴۴ میں چل کر مولوی محمد احسن کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ ان کے فیصلے کو خدا تعالےٰ اور اس کے ماموروں کے فیصلہ سے بھی بڑھ کر وقیع بتاتے ہیں۔ حالانکہ یہی محمد احسن ہیں۔ جن کی نسبت پیغام جنگ میں یہ شائع ہوا کہ "سلسلہ الہامات کے سمجھنے میں سب سے کچا مولوی"۔ مولوی محمد احسن ہے۔ پھر یہی محمد احسن ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے پیغامی پارٹی کو فاسق اور منافق قرار دیا۔ اور خلیفہ ثانی کی اطاعت اختیار کی۔ اگر مولوی محمد علی کے نزدیک

محمد احسن کے یہ سب فیصلے غلط ہو گئے ہیں۔ اور انہیں سے کوئی فیصلہ بھی درست نہیں رہا۔ تو آج مولوی محمد علی کس مُنہ سے یہ زور دیتے ہیں کہ مولوی محمد احسن کا فیصلہ خدا تعالےٰ اور اس کے مامور کے فیصلہ سے بھی بڑھ کر وقعت رکھتا ہے۔ کیا مولوی محمد علی کو یاد نہیں۔ کہ مولوی محمد احسن کا ایک فیصلہ وہ اپنے رسالہ القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار میں بھی شائع کر چکے ہیں۔

اگر مولوی [illegible] کے فیصلے ایسے ہی وقعت رکھتے کہ خدا تعالےٰ اور اس [illegible] ماموروں کے فیصلے بھی ان کے فیصلہ کے سامنے [illegible] وقعت نہیں رکھتے۔ تو پھر مولوی محمد علی اور ان کے رفقا کے دجال ہونے میں کچھ شک نہیں۔ کیونکہ مولوی محمد علی اپنے رسالہ محولہ کے صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

”مگر آج مسیح موعود کو جزوی نبی کہنے کی وجہ سے بھی مولانا (محمد احسن) ہم پر دجال ہونے کا فتوےٰ دیتے ہیں“

اُمید ہے۔ پیغام پارٹی سید احسن کے اس فیصلہ کی پوری اشاعت کریگی۔ تاکہ جو قدر و منزلت مولوی سید احسن کی مولوی محمد علی صاحب قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اچھی طرح قائم ہو جائے۔

خاکسار فضل الدین وکیل

ولایت میں تبلیغ اسلام

بحمد للہ ایک اور لیڈی اس ہفتہ میں حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اسلامی نام مریم رکھا گیا۔ پہلا نام لیلین تھا۔ راقم اور چودھری فتح محمد سیال صاحب ایم۔ اے۔ [illegible] تبلیغ اسلام کے واسطے یہاں بخیریت پہونچ گئے۔ اشاعت اسلام کا کام بذریعہ تقسیم رسائل و وعظ زبانی گفتگو خطوط وغیرہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ ولایت کے چند مشہور اخباروں میں ہمارے مشن کے حالات چھپے ہیں۔ علیم زد فزد۔ ۱۳ر اگست ۱۹۱۹ء

عبد الرحیم نیّر

[illegible] اسٹار اسٹریٹ ڈبلیو ٹی۔ لنڈن

رَسُولًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ

یسُوع مسیح کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی

(۲)

اس نمبر میں ایک اور صحیح تاریخ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس سے اور بھی بوضاحت تام ثابت ہوتا ہے کہ یسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور وہ یہ کہ۔ چونکہ مسیح اپنے آپ کو صرف بنی اسرائیل کا رسول سمجھتے تھے۔ اس لئے غیر اقوام کو ہمیشہ انہوں نے کتے وغیرہ کہہ کر رد کیا۔ مگر اس کے بعد جب حواریوں نے اپنی بہتری و بہبودی اسی میں سمجھی۔ کہ غیر اقوام کو مسیحی بنا کر اپنی تعداد میں اضافہ کیا جاوے (کیونکہ یہودی تو مانتے نہ تھے) تو کلیساؤں اور خصوصاً یروشلم کی کلیسا میں ہلچل اور شور بپا ہوا۔ کہیں تو عام مسیحی پطرس سے جھگڑتے ہیں کہ یہ تو نے کیا کیا۔ کہیں خود حواری آپس میں اس امر پر اُلجھتے اور بحث و مناظرہ کا بازار گرم کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب اعمال کے باب ۱۵ میں ایسے ہی ایک جلسہ کا ذکر موجود ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ پولوس جب سوریہ سے انطاکیہ میں گیا تو وہاں جا کر پولوس اور اس کے ہمراہیوں نے کلیسیا کو جمع کیا۔ اور ان کے سامنے بیان کیا کہ خدا نے ہماری معرفت کیا کچھ کیا۔ اور یہ کہ اس نے غیر قوموں کیلئے ایمان کا دروازہ کھولدیا۔ تو پھر اسکے کچھ تھوڑی مدت بعد بعض لوگ یہودیہ سے آکر بھائیوں کو تعلیم دینے لگے کہ اگر موسیٰ کی رسم کے موافق تمہارا ختنہ نہ ہو تو تم نجات نہیں پا سکتے۔ پس جب پولوس اور برنباس کی ان سے بہت تکرار اور بحث ہوئی۔ تو کلیسیا نے یہ ٹھیرایا وغیرہ اب جائے غور ہے کہ مسیح کے صعود کے بہت بعد جب غیر اقوام کو مسیحیوں نے اپنے میں شامل کرنا شروع کیا۔ تو چونکہ مسیح اپنی حین حیات اپنے آپ کو صرف بنی اسرائیل کا رسُول جانتے تھے۔ اسلئے انہوں نے سوائے اس کے کہ ”میں بنی اسرائیل کے سوائے کسی دوسری قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا“ غیر اقوام کا تذکرہ نہ کیا تھا۔ رسُول و حواری اب غیر اقوام کے لئے شریعت تراشتے ہیں۔ کیوں؟ اسی لئے کہ مسیح یسوع نے غیر اقوام کو رد کر کے ان کی نسبت کوئی حکم احکام نہ دئے تھے۔ اب جائے غور ہے۔ جبکہ مسیح صاف الفاظ میں اپنے آپ کو بنی اسرائیل کا رسُول مانتے تھے تو پھر حواریوں نے مسیح کے اس قول کو رد کر کے خود ہی ان کو مسیحی بنانا شروع کیا۔ اور خود ہی ان کے لئے شریعت تراشنا مناسب سمجھا۔ اگر مسیح غیر اقوام کی طرف بھی اپنی نبوت و بعثت کو جانتے۔ تو ضرور ایسے مذکورہ مسائل کا بوجہ احسن تصفیہ فرما جاتے۔ جن کے لئے مسیح کے بعد حواریوں کو آپس میں بحث مباحثہ کرنا پڑا۔ اور حواریوں اور جامع کلیسیا کے آپس میں جھگڑے فساد شروع ہوئے پس صاف ثابت ہے۔ کہ مسیح نے اپنی حین حیات اپنے آپ کو غیر اقوام کا رسول نہیں کہا۔ بلکہ بہت بعد بعض مسیحیوں نے مسیح کے قول فیصل کے خلاف اس کی تردید کر کے اس مسئلہ کو رائج کیا۔ پس عیسائی صاحبان کی خدمت میں ہم باادب التماس کرتے ہیں۔ کہ آپ لوگ صرف اس بات کا جواب دیویں۔ کہ اگر مسیح یسوع اپنے آپ کو تمام جہان کا رسُول جانتے اور مانتے تھے اور واقعی تمام جہان کے نجات دہندہ ہونے کی وجہ سے کل دنیا کو تبلیغ کرنا چاہتے تھے۔ اور حواریوں کو ایسا حکم دے چکے تھے تو پھر مسیح کے بعد کیوں حواری جھگڑتے ہیں۔ کیوں کلیسیا کے ممبرز معترض ہوتے ہیں۔ اگر مسیح نے فی الحقیقت یہی الفاظ فرما کر یہ حکم حواریوں کو دیا تھا۔ تو کیوں پطرس نے مسیح کے یہی الفاظ سنا کر معترضین کا منہ بند نہ کیا۔ پس ہم کہتے ہیں۔ جبکہ یہ کلمات مسیح کے ہیں ہی نہیں۔ تو پھر حواری بیچارے کیونکر خواہ مخواہ مسیح کی جانب ایسے کلمات منسوب کرتے ہاں جب مسیح کے بہت دیر بعد مرقس اور لوقا وغیرہ نے اپنی اناجیل لکھیں۔ تو اپنے حسب منشاء یہ فقرات بھی لکھ لئے۔ انجیل متی جو پہلی صدی عیسوی کے آواخر میں تکمیل کے درجہ پر پہونچی۔ جبھی اس میں ایسی عبارات نہیں ہیں۔ بعد کے اناجیل نویسوں نے

ایسی باتیں اپنے حسب منشاء غیر قوموں کو اپنے میں ملانے کے لئے لکھ لیں - ورنہ بتاؤ - یعقوب جو غیر اقوام کو مسیحی بنانے کے لئے عموماً اس کی کتاب کو بطور دلیل پیش کرتا ہے - کیوں اپنے آقا مسیح کے کلمات جو آج اس بارے میں پیش کئے جاتے ہیں - پیش نہیں کرتا - اگر کہو کہ اس وقت اناجیل کا وجود نہ تھا - وہ بعد میں لکھی گئیں - تو یہ جواب بھی صحیح نہیں - بلکہ عذر نامعقول ہے - کیونکہ تمام حواری جنہوں نے انجیلیں لکھیں - یا جن سے مصنفین اناجیل نے مضامین اخذ کئے اور سُنے یا سمجھے تھے - وہ تو اس مجلس میں موجود تھے - اور یہ نہ صرف موجود تھے بلکہ بحث کرتے تھے - پس صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ ایسے فقرات بعد میں اپنے حسب منشاء لکھنے والوں نے لکھ لئے - جو ہرگز قابل سند اور لائق التفات نہیں اس کے بعد ایک دوسری بات قابل غور ہے - اور وہ یہ کہ اگر بالفرض بقول مسیحی صاحبان مسیح نے تمام اقوام کو تبلیغ فرمانے کے لئے حکم فرمایا تھا - تو کیا مسیح نے اپنی حین حیات غیر اقوام کے کسی آدمی کو اپنی جماعت میں شامل کر کے اس مسئلہ کو صاف کیا تھا - جب ہم موجودہ اناجیل اور تواریخ کلیسیا وغیرہ دیکھتے ہیں تو صاف ثابت ہو جاتا ہے - کہ مسیح نے غیر اسرائیلی کوئی آدمی اپنا شاگرد نہیں بنایا - بلکہ غیر اقوام والوں کو "کتے" وغیرہ کہکر رد کر دیا - پھر اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے - کہ مسیح نے اپنے عرصہ تبلیغ ساڑھے تین سال میں غیر اقوام کو کیا تبلیغ فرمائی - آخر اس ملک میں بہتیری غیر بنی اسرائیلی اقوام سکونت پذیر تھیں - یونانی اقوام تھیں - رومی تھے - اصلی باشندے تھے - لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ باوجودیکہ متعدد غیر اقوام اس ملک میں آباد تھیں - لیکن مسیح نے کسی غیر قوم والے کو تبلیغ نہیں کی - اور غیر قوموں میں کوئی کام نہیں کیا پھر اسکے بعد شاگردوں کا غیر اقوام کو اپنے میں شامل کرنیوالا فعل مسیح کے مذہب و الہام کے صاف خلاف نہیں تو اور کیا ہے - اور یہی ہمارا دعویٰ تھا - (باقی آئندہ انشاء اللہ)

خاکسار عبد الخالق (نو مسلم)

ممالکِ غیر کی خبریں

رُوس سے برطانی واپسی

لنڈن ۷ ستمبر آرکنجل ۵ ستمبر برطانی واپسی کی تیاریاں سرعت سے عمل میں آرہی ہیں ۔ اور فولادی قلعے اور بحری توپیں ان کی

شدید آتشزدگی

لنڈن ۷ ستمبر آرکنجل ۵ ستمبر۔ جزیرہ پکیسی میں شدید آتشزدگی واقع ہوئی ۔ جو آرے کی مشینوں کو تباہ کرنے کے بعد فرو ہو گئی ۔ نقصان کا اندازہ ۲ کروڑ روبل ہے ۔ اور شرارت کا شبہ ہے ۔ زیادہ تر برطانی کمپنیوں کا نقصان ہوا ۔

برطانی تباہ کن جہاز کی غرقابی

لنڈن ۷ ستمبر ۔ امارت بحری کا بیان ہے کہ ۷ ستمبر کو بالٹک میں ویرولم جہاز سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہوا ۔ ۱۲ ۔ افسر اور جہاز کا تمام عملہ مفقود الخبر ہے ۔

لتھونیا میں مجوزہ عارضی صلح

سٹاک ہلم ۷ ستمبر ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بولشویکوں نے گفت و شنید مصالحت کے لئے اہل لتھونیا سے عارضی صلح کی درخواست کی ہے ۔

سابق قیصر کو جرمنی سے کوئی مدد نہیں ملتی

برلن ۴ ستمبر ۔ آج پروشیا کے وزیر مال نے اعلان کیا ۔ کہ سابق قیصر ہالینڈ کو جاتے ہوئے اپنے ساتھ ساڑھے ۶ لاکھ مارک لے گیا تھا ۔ اور اس کے بعد اُسے اُسکے ملک سے کچھ نہیں ملا ۔

کس قدر برطانوی سپاہ سبکدوش ہو چکی

لنڈن ۴ ستمبر ۔ صیغہ جنگ نے اعلان کیا ہے کہ ہنگامی صلح سے لے کر اس وقت تک ساڑھے بتیس لاکھ برطانوی سپاہیوں اور افسروں کو سبکدوش کیا جا چکا ہے ۔ اس تعداد میں وہ سپاہی بھی شامل ہیں ۔ جنھیں طبی طور پر ناقابل کار قرار دیا گیا تھا ۔

آسٹروی عہدنامہ صلح

(کوپن ہیگن ۷ ستمبر) وائنا کا ایک پیغام راوی ہے ۔ کہ قومی مجلس نے بالاتفاق ایسے شرائط صلح کے خلاف اظہار ناپسندیدگی کا ریزولیوشن پاس کیا کہ اس سے جرمن آسٹرین کے حقوق حکومت خود اختیاری میں خلل پڑتا ہے ۔

جرمنوں کی معذرت

(برلن ۷ ستمبر) جرمنی نے اتحادیوں سے معذرت کی ہے کہ کورلینڈ میں جرمن فوج کی نافرمانبرداری کی وجہ سے صوبہ بالٹک کو خالی کرنے میں دیر ہو گئی ہے ۔

جرمنی میں ایک نئی جمہوری ریاست

(سٹاک ہالم ۷ ستمبر) شادر میں ۰۰۰۰۰۰ جرمنوں نے جرمنی سے علیحدہ ہو کر ایک جمہوری ریاست قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔

اٹلی کی ووٹ دہندہ عورتیں

(روم ۷ ستمبر) ایوان حکومت میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ نئے قانون کے مطابق ایک کروڑ ۔ اٹلی کی عورتیں ووٹ دے سکینگی ۔ اس طرح سے عورتوں کے ووٹ کی تعداد مردوں کے ووٹ کی تعداد سے زیادہ ہو گی ۔

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ میں کارخانہ والوں کی لوٹ

کلکتہ ۸ ستمبر ۔ اشیائے خوردنی کی قیمتوں خصوصاً چاول کے نرخ میں اضافہ کی وجہ سے سن کے کارخانہ والوں نے دریائے ہوگلی کے ہر دو جانب سیرامپور اور بارکپور کے سب ڈویژنوں میں بدامنی پیدا کر دی ہے کل جب قریباً ہر گاؤں میں منڈیاں کھلی تھیں تو یہ کارخانے والے لوٹ کے لئے باہر نکل آئے اور سیرامپور بازار کو لوٹنے کی کوشش کی گئی ۔ مسٹر ڈپٹی مجسٹریٹ نے بازار میں پہنچکر چاولوں کی قیمت مقرر کر دی ۔ جو کم نرخ پر غلیوں میں فروخت ہوا ۔ اور اس طرح لوٹ رک گئی ۔

دوسرے بازاروں پر اثر ۔ بھدراسوار سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی کہ چمپدانگ اور گوہاٹی بازاروں میں کل ڈیڑھ بجے سہ پہر کو لوٹ کی کارروائی ترقی پذیر تھی مسٹر جے یونی انسپکٹر براون مع چند کنسٹیبلوں کے اور بنگال کی مسلح اور فوجی پولیس کے ساتھ موقع پر پہنچے ۔ اسی اثنا میں مسٹر سی ۔ پی ۔ ایچ ۔ دائر درتھ اور مسٹر کوٹس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوگلی بھی ہوگلی سے پہنچ گئے ۔ کارخانہ کے منیجروں نے ۲۸ آدمیوں کو گرفتار کیا ۔ بارکپور سے اطلاع ہے کہ کل تہائی بازار لوٹا گیا ۔ اور جگت دل میں بھی اسی قسم کی کوشش کی گئی ۔

فوری کارروائی کا اثر

کل سہ پہر کو ٹیٹاگڑھ میں حالت بہت خطرناک ہو گئی ۔ اور بیفر حرب انسپکٹر کے ۔ بی ۔ گھوش رسالہ کے چند سواروں اور سپاہیوں سمیت موقع پر پہونچا ۔ گروہ کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ۔ خوش قسمتی سے لوٹ بند کر دیگئی آدھی رات تک فوج پہرہ دیتی رہی ۔

ہفتے کے روز بالی بازار بھی لوٹا گیا ۔ اور چند گرفتاریاں عمل میں آئیں ۔

سرحدی کمیشن کا کام

حد بندی کی کمیشن نے وادی بازار اور کابل کے درمیان حد بندی کی کارروائی ختم کر لی ہے ۔

زائرین عراق عرب

اعلان کیا گیا ہے کہ عراق عرب کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے متعلق جس قدر بندشیں عاید کی گئی تھیں ۔ وہ سب اٹھا دی گئی ہیں ۔

عازم آسٹریلیا کو اطلاع

ہندوستان کے باشندوں کو آیندہ آسٹریلیا اور ہندوستان کے درمیان بغیر پروانہ راہداری (پاسپورٹ) کے سفر کی اجازت ہو گی بشرطیکہ انکے قبضہ میں وہ سرٹیفکیٹ (مع عکسی تصاویر) ہوں جو حکومت آسٹریلیا کے داخلہ ملک ایکٹ مجریہ ۱۲ ۔ ۱۹۱۱ء کے مطابق جاری کیا گیا ۔

انفلوئنزا

احاطہ بمبئی ہفتہ ۳۰ ۔ اگست میں انفلوئنزا سے ۔ اموات ہوئیں ۔ پونا کے ایک گاؤں اور ناسک کے دو گاؤں میں خفیف قسم کا انفلوئنزا پھیلا ہوا ہے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شایع)